تعلیم وقت کی اہم ضرورت

یحییٰ سلیم۔مدرس ہائیر سیکنڈری سکول غواڑی

اس میں کوئی شک نہیں کہ پڑھے لکھے اور اَن پڑھ شخص میں زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے۔ بلکہ زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے بعد اس کو شرف ومنزلت سے بھی نوازا۔اس طرح اشرف المخلوقات کا عظیم لقب پایا۔اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے مبارک ہاتھ سے پیدا کرنے کے بعد کائنات کا ضروری علم بہم پہنچایا تھا۔اس کا ذکر ان آیات میں ملتا ہے:﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۞﴾[البقرة ۳۱، ۳۲]ان آیات پر غور کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جب سے کائنات معرض وجود میں آئی، علم کی ضرورت اور اس کی اہمیت مسلّمہ رہی ہے۔"تعلیم" معلومات بہم پہنچانے کا نام ہے، جس ذریعے متعلم انجان چیز کی معرفت حاصل کرتا ہے۔

اسلام کا نظریہ تعلیم: قرآن مجید کی رُو سے "تعلیم" بنیادی تصورات سکھانے کا عمل ہے۔اخلاقی پاکیزگی، آدابِ معاشرت، تکمیل ذات اور نیابت الٰہی کی صلاحیت، یہ سب پہلو اسلامی تعلیم میں داخل ہیں۔گویا مسلمان طالب علم کی زندگی کا ہر گوشہ اور فکر کا ہر زاویہ تعلیمی عمل سے منسلک ہے۔اسلامی تصورِ تعلیم نہایت جامع ومنفرد ہے۔یہ محض جمع وتفریق یا تجربے کا نام نہیں؛ بلکہ یہ معلومات وحقائق اور افکار ونظریات کے ساتھ ساتھ تہذیبِ اخلاق اور تربیتِ نفس بھی ہے۔گویا اسلامی تعلیم فرد کی سیرت وکردار کے جملہ پہلوؤں یعنی علمی، عملی، روحانی، اخلاقی، جسمانی، معاشرتی، معاشی اور معادی سبھی کو محیط ہے۔ اسلام "علم نافع" پر زور دیتا ہے۔اور اکثر اہل علم تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر بھی زور دیتے ہیں اور تعلیم وتربیت کو ایک دوسرے کا جزو لاینفک قرار دیتے ہیں۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں:نفس انسانی کو مہلک عادتوں اور بری خصلتوں سے بچانا اور اسے عمدہ اخلاق سے مزین کر کے سعادت کی راہ پر ڈال دینے کا نام "تعلیم" ہے۔گویا تعلیم اسلامی کردار کی تشکیل کا عمل ہے۔جس کی منزل سعادت دارین ہے۔

دراصل اسلامی تعلیم کا منشور دعائے ابراہیمی ہے، جو آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے امت محمدیہ کے لیے کی تھی۔﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾ [سورة البقرة ۱۲۹]

"اے میرے رب! ان میں ایک رسول بھیج دیجیے جو ان کے اپنوں میں سے ہو، جو تیری آیات انہیں پڑھ کر سنائے، اوران کا تزکیہ نفس کرے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے۔" اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول کی اور فرمایا:﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ﴾ [آل عمران ١٦٤] مذکورہ آیات میں تعلیم کے بنیادی چار اجزاء بیان ہوئے ہیں: (۱) تلاوتِ آیات (۲) تزکیہ نفس (۳) تعلیم کتاب (۴) تعلیم حکمت۔

۱۔ تلاوتِ آیات سے مراد قرآنی آیات پڑھ کر سنانا اور اس کی تبلیغ واشاعت کرنا ہے۔ اور یہی وہ پہلا فریضہ ہے، جسے اللہ کا رسول ﷺ نبوت ورسالت پر فائز ہوتے ہی انجام دینے لگتا ہے۔ اور تاکید کرتا ہے کہ وہ دوسروں تک بھی پہنچائے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "بلّغوا عنّي ولو آيةً"[البخاری ح: ٣٤٦١] یعنی مجھ سے ایک آیت بھی سنو،وہ دوسروں تک پہنچاؤ۔

۲۔ تزکیہ نفس سے مراد اپنے نفس کو فکری کجرویوں اور کدورتوں سے پاک کرنا اور اخلاقی وروحانی نشو ونما کرنا ہے۔ قرآن پاک کی رو سے نفس انسانی کی تین اقسام ہیں: نفس امارہ، نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ۔

نفس امارہ انسان کو برائی پر ابھارتا ہے۔ نفس لوامہ ضمیر یا دل کی آواز ہے، جو برائی کے ارتکاب پر انسان کو ملامت کرتا ہے۔ جبکہ نفس مطمئنہ ہر طرح پرسکون ومطمئن ہوتا ہے۔ جو سب سے افضل ہے اور مؤمن کا مطلوب بھی یہی آخری قسم ہے۔

۳۔ تعلیم کتاب سے مراد قرآن مجید کا علم ہے۔ جو قرآن کی زبانی ایک ایسی کتاب ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ انسان قرآنی تعلیمات کے مفاہیم ومقاصد اور اس کے مضمرات اور اطلاقات سے اچھی طرح آشنا ہو جائیں اور علیٰ وجہ البصیرت ان حکمتوں کی تائید کرسکیں۔

۴۔ تعلیم حکمت: حکمت کا معنیٰ "دانائی" ہے۔ درحقیقت تعلیم حکمت سے مراد سنت نبوی ﷺ ہے جیسا کہ مشہور مفسر سدّی نے تصریح کی ہے۔ قرآن مجید حکمت کو "خیر کثیر" گردانتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:﴿وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا﴾[البقرة ٢٦٩] اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی اور اس میں رونما ہونے والے اہم فیصلے مثلاً صلح حدیبیہ، مواخات مدینہ، عدل وانصاف کا بول بالا کرنا' یہ سب تاریخی کارنامے آپ ﷺ کی حکمت کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔

علم کی نوعیت: علم کسی شے کے ادراک اور حقیقت ویقین کے احاطہ کو کہتے ہیں۔ اسلام کے نزدیک ہر علم، علم ہے اور

حیثیت علم مسلّم ہے۔البتہ ان کے برتر اور کم تر، مفید اور ضرر رساں ہونے میں کلام ہوسکتا ہے؛ مثلاً کچھ علوم کے سیکھنے کو حرام قرار دیا گیا۔سحر وطلسمات یقیناً علوم ہیں، علم نجوم بھی علم ہے، مگر شریعت اسلامی نے ان کے مضر اثرات کے پیش نظر حرام قرار دیا ہے۔

اسلام علوم کی درجہ بندی کا قائل ہے۔بعض علوم فرض عین ہیں، بعض فرض کفایہ۔بعض یقینی علوم ہیں اور بعض ظنی۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ ہر علم کو سیکھنا ضروری ہے، سوائے اس علم کے جو اسلام کی واضح اور روشن تعلیمات سے تصادم اختیار کرے اور مخالف اسلام نظریات وتعبیرات کو ہوا دے۔اسی طرح علم طبیعیات ایک مفید علم ہے، مگر جب وہ فطرت کو فاطر (خالق) کا درجہ دیتا ہے اور حقیقی فاطر یعنی اللہ تعالیٰ کا انکار کرتا ہے، تو اسلام اس کی ممانعت کرتا ہے۔اسی طرح علم اقتصادیات ایک مبارک علم ہے، مگر علماء اقتصادیات ''انفاق فی سبیل اللہ'' اور ''قرضہ حسنہ'' کے بجائے ''سود'' کو معاشی حل قرار دیتے ہیں تو اسلام کے واضح احکامات کی نفی ہوتی ہے۔الغرض علم کی تعریف میں ہر علم داخل ہے، سب دینی ودنیوی علوم علمی اعتبار سے حق ہیں، البتہ ان کے مراتب میں ضرور فرق پایا جاتا ہے اور ان کے نفع ونقصان میں کلام ہوسکتا ہے۔

علم کی اہمیت: اسلام نے علم کو بے پناہ اہمیت دی ہے۔اور قرآن میں اس کی اہمیت کا یہ حال ہے کہ لفظ ''علم'' مختلف اشتقاقی صورتوں میں 778 مرتبہ وارد ہوا ہے۔اور تحصیل علم پر بار بار ابھارا گیا ہے۔اسی علمی فضیلت کی بنیاد پر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر برتری حاصل ہوئی اور خلافتِ ارضی ملی۔دراصل بندوں میں علماء ہی اللہ کے مزاج شناس ہوتے ہیں، انہی کے دل خوف الٰہی سے تھرتھراتے ہیں، جیسا کہ [سورۃ الفرقان آیت ۲۸] میں بیان ہوا ہے: ﴿**إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ**﴾ علم ہی حق وباطل کا معیار اور ہدایت وضلالت کی کسوٹی ہے۔اسی لیے تمام انسانیت کو حکم ہوا کہ جس چیز کا علم نہ ہو اس کی پیروی مت کرو۔ارشادِ الٰہی ہے: ﴿**وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ**﴾ [بنی اسرائیل۳۶] احادیث مبارکہ میں بھی علم کی شان ومنزلت میں کثرت سے فرامین نبویہ وارد ہوئے ہیں، جن میں سے چند احادیث مبارکہ علم کی فضیلت کی مناسبت سے پیش کرتا ہوں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (۱) ''علم حاصل کرنا فرض ہے۔'' [ابن ماجہ ح: ۲۲۰] (۲) ''علم کی تلاش جہاد ہے۔'' [ترمذی:۲۵۷] (۳) ''علماء ہی انبیاء کے وارث ہوا کرتے ہیں۔[أبو داؤد ح:۳۱۵۷، ترمذی۲۶۰۷]

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم علم کی اہمیت، فرضیت اور فضیلت کو کماحقہ سمجھتے ہوئے اس کے حصول کے لیے جستجو کریں۔ علم کے حصول کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں۔لہٰذا علم جہاں سے ملے اسے حاصل کرنا، اس کے لیے جستجو کرنا وقت کی اہم ضرورت

ہے۔رسول کریم ﷺ خود ہمیشہ یہی دعا فرمایا کرتے تھے کہ "اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما۔"

معلم کا مقام: اسلام میں معلم کا مقام نہایت بلند اور قابل رشک ہے۔ معلم کی حیثیت والدین سے بڑھ کر ہے۔ والدین بچوں کے جسم و جان کا خیال رکھتے ہیں، معلم ان کو قلب وروح کی غذا فراہم کرتا ہے اور ان کے فکر وشعور کو جلا بخشتا ہے۔ ایک اچھا معلم ہی علم وآگہی کے سچے جذبے کے ساتھ طلباء کی تعمیر سیرت کرتا ہے۔

معلم کا منصب شان نبوت کے پہلوؤں میں سے ایک پہلو کا حامل ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "إنما بُعِثتُ مُعَلِّماً" [ابن ماجه ح:٢٦٥] بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے معلم بنا کر مبعوث فرمایا۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کی تعلیم خود اللہ تعالیٰ نے دی، لہٰذا معلم کا منصب نہایت بلند ہے۔

بنیادی طور پر ہر پیشہ ور کی طرح معلم بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) "معلّم خیر" یہ کائنات کا دل ہے اور اس کا ہر ذرہ اس کے لیے دست بدعا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ چیونٹیاں اور سمندر کی مچھلیاں تک اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہتی ہیں۔ اس سے بڑھ کر معلم خیر کے مقام کی عظمت اور کیا ہو سکتی ہے؟! (۲) "معلّم شر" اس سے مراد ایسا معلم ہے، جو طلباء کے قلوب واذہان میں مختلف قسم کے اوہام، شکوک اور شبہات پیدا کرے، عقیدہ توحید کے حقیقی معانی بگاڑ کر پیش کرے، قرآن وحدیث کو دقیانوسی علوم سمجھے اور ماڈرن طرزِ زندگی کے لیے جدید علوم وفنون کو ترجیح دے۔ قرآن وحدیث اور علوم اسلام کو مافوق الفہم سمجھے۔

❁❁❁

وادئ حسن بلتستان

بڑا پیارا علاقہ ہے سارا بلتستان کا
بنا حصہ یہ اگلے سال پیارے پاکستان کا
ہے ملحق اس کی سرحد سے مالا دردستان کا
کہا جاتا ہے اس کو دیس پیارے پارستان کا
سکردو، گنگ چھے دو ہی ضلع ہیں بلتستان کے
غذر، گلگت، دیامر تینوں ہیں دردستان کے

از: چوہدری محمد اشرف گہلن صاحب پتوکی